محسن انسانیت اور ربیع الاول کی نئی رسومات

مولانا الیاس احمد صاحب

آج سے چودہ سو سال پہلے کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے کہ دنیا میں ظلم و ستم کا دور دورہ تھا، کفر و شرک عام تھا، حلال و حرام کی کوئی تمیز نہ تھی، جائز و ناجائز سے کوئی بحث نہ تھی۔ "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کا قانون رائج تھا۔ ایک حقیقی رب کے سامنے جھکنے کے بجائے بے شمار معبودان باطلہ (جنہیں خود انہوں نے اپنے ہاتھوں سے تراشا تھا) کی پوجا کی جارہی تھی۔ انسانیت کا ٹمٹماتا چراغ گل ہونے کو تھا کہ خالق کائنات نے اپنے آخری پیغمبر کو دنیا میں بھٹکتی ہوئی انسانیت کی راہ نمائی کے لیے بھیجا تاکہ وہ انہیں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف اور بتوں کی عبادت سے نکال کر ایک معبود حقیقی کی طرف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کی اتباع کو اپنی اتباع قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله۔

ترجمہ: "اے پیغمبر آپ کہہ دیجیے، اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔"

لہٰذا اگر کوئی شخص اللہ کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے یقیناً خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کرنی ہوگی۔ نبی کی اتباع کے بغیر وہ رشد و ہدایت حاصل نہیں کر سکتا۔

محسن انسانیت ﷺ ربیع الاول کے مہینے میں اس دنیا میں تشریف لائے، اس لیے ربیع الاول کا مہینہ آتے ہی مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے، لیکن موجودہ دور میں آپ ﷺ کی اتباع میں افراط و تفریط ہے۔ اعتدال بہت کم رہ گیا ہے۔ بعض مسلمانوں نے آپ ﷺ کی ولادت کے نام پر بے شمار خرافات شروع کر دیے جن کا شریعت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

آپ سے محبت کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ ﷺ کی سیرت کو اپنایا جائے، آپ ﷺ کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ بنایا جائے۔ آپ ﷺ نے جن چیزوں کو پسند کیا انہیں پسند کیا جائے، جنہیں ناپسند کیا انہیں ناپسند کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ خوشی کے وقت آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار کیسے کیا، غم میں کیسے صبر کیا؟ آپ ﷺ کا مسلمانوں سے کیسا سلوک تھا، غیر مسلموں سے آپ کا کیا رویہ تھا، آپ ﷺ کے عادات و اخلاق کیسے تھے۔ آپ ﷺ نے کپڑے کیسے پہنے۔ آپ ﷺ سوئے کیسے، جاگے کیسے۔ دن رات کیسے گزارتے تھے۔ غرض یہ کہ سچا عاشق رسول ﷺ وہ ہے جو ہر عمل میں آپ ﷺ کی سنت و عمل کو اپنائے۔ لیکن آج کل زبانی دعوے تو عشق رسول کے کیے جاتے ہیں، مگر عمل اس کے بالکل مخالف ہے گویا قول و عمل میں تضاد ہے۔

خاتم الانبیاء کی ولادت

آپ ﷺ کی ولادت ربیع الاول میں ہوئی، لیکن تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ مشہور قول تو بارہ ربیع الاول کا ہے، مگر بعض محققین کے نزدیک آٹھ ربیع الاول معتبر ہے اور بعض کے نزدیک نو ربیع الاول معتبر ہے اور یہی راجح ہے (تاریخ اسلام، اکبر شاہ نجیب آبادی ج:۱۰ ص:۷۶) ولادت کی تاریخ کی تعیین میں تو اختلاف ہے، مگر آپ کی وفات باتفاق مؤرخین بارہ ربیع الاول ہی ہے اس لحاظ سے بارہ ربیع الاول کو جشن عید میلاد النبی منانا، جلوس نکالنا اور دوسری خرافات کی اتباع کرنا، عورتوں اور مردوں کا محافل میلاد منعقد کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟

میلاد کی ابتدا

مروجہ مجلس میلاد کا ثبوت نہ قرآن سے ہے، نہ حدیث پاک میں اس کی وضاحت ہے نہ خیر القرون میں اس کا وجود تھا بلکہ آغاز اسلام سے چھے سو برس تک اس محفل کا پتا نہیں چلتا۔ اس کے جواز و عدم جواز میں گو اس وقت اختلاف ہے تاہم اس پر اتفاق ہے کہ چھے سو ہجری تک اس مجلس کا وجود امت میں نہیں تھا۔ سب سے پہلے موصل میں عمر بن محمد نے آپ ﷺ کا مولود کیا اور اس کا عام رواج سلطان اربل نے کیا۔ خلاصہ یہ کہ اول موجد تو عمر بن محمد ہیں۔ اس کی تشہیر موصل ہی کے بادشاہ مظفر الدین نے کی، یہ دونوں کس قسم کے آدمی تھے؟ صاحب "توضیح المرام فی بیان المولد والقیام" نے نقل کیا ہے: اول من احتر عہ الملك الاربل ومن رعاياه عمر بن ملا محمد وما كانا لقتين عند اهل الشريعة لأنهما يستمعان الغنا والملاهی بل كان الاربل يرقص (توضیح المرام فی بیان المولد و القیام ص:٦)۔

یعنی "مجلس میلاد کو اربل اور عمر بن ملا محمد نے ایجاد کیا ہے اور یہ دونوں اہل شریعت کے نزدیک ثقہ اور معتبر نہیں ہیں، کیوں کہ یہ دونوں گانا باجا سنتے تھے بلکہ بادشاہ اربل تو ناچتا بھی تھا۔"

آپ ﷺ کے ذکر خیر میں تو کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا ذکر خیر اعلیٰ ترین عبادت ہے بلکہ روح ایمان ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت بیان کی جائے، سیرت کو اپنے ظاہر و باطن میں آویزاں کیا جائے تاکہ ہر امتی آپ ﷺ کی سیرت کا مرقع بن جائے، لیکن شرعی حدود اور قیود میں رہ کر کیا جائے۔ سو موجودہ زمانے میں جو خرافات آگئے ہیں، ان کو ختم کیا جائے۔

جلوس کی حقیقت

آپ ﷺ کے میلاد کی آڑ میں کئی غیر شرعی امور کا ارتکاب کیا جاتا ہے مثلاً یہ کہ بارہ ربیع الاول کو جلوس نکالا جاتا ہے جب کہ ہم یہ بات پہلے واضح کر چکے ہیں کہ بارہ ربیع الاول کو آپ ﷺ کی ولادت کے بارے میں اختلاف ہے، لیکن تاریخ وفات یقینی طور پر بارہ ربیع الاول ہی ہے تو سوچنا یہ چاہیے کہ کہیں ہم نعوذ باللہ آپ کی وفات کی خوشی تو نہیں منا رہے۔ پھر مختلف تنظیموں کے جلوس جب کسی ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو آپس میں تصادم ہوتا ہے۔ کئی مرتبہ معاملہ دنگے فساد بلکہ خون خرابے تک جا پہنچتا ہے۔ اور پولیس کو مداخلت کرنا پڑتی ہے۔ نماز کی پروا نہیں کی جاتی۔ نمازیں قضا ہو جاتی ہیں۔ دوسرے مسلک کی عبادت گاہوں کے سامنے سے گزرتے ہوئے ان کے خلاف نعرہ بازی کی جاتی ہے جب کہ یہ جلوس نکالنا نہ فرض ہے، نہ واجب اور نہ سنت ہے۔ اس کی تصریح بریلوی مسلک کے شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی صاحب نے اپنی شرح مسلم ج:۳ ص:۱۷۰ میں کی ہے۔ فرماتے ہیں: "اس جلوس کو فرض، واجب، سنت کا درجہ نہیں دیا جاتا تھا۔" جب ایک چیز نہ فرض ہو نہ واجب ہو اور نہ سنت ہو تو اس کو اپنے اوپر لازم کرنا ہی غلط ہے۔ آج کل تو جلوس نکالنا آپ ﷺ کی محبت کا شعار سمجھا جاتا ہے۔ اس میں شرکت نہ کرنے والوں کو گستاخ رسول گردانا جاتا ہے۔ ہم عرض کر چکے ہیں کہ غیر ضروری امر کو اپنے اوپر لازم کر لینا درست نہیں اور خصوصاً جب اس میں غیر شرعی امور بھی بکثرت داخل ہوں تو اس کو بالکل ترک کر دینا چاہیے جب کہ ان کے اکابر خود اس کی مذمت کر چکے ہیں۔ ان کے ممتاز عالم جو جلوس نکالنے کے قائل ہیں وہ بھی موجودہ صورت حال کو دیکھ کر نالاں نظر آتے ہیں۔

عصر حاضر کے معتدل بریلوی عالم کا نظریۂ جلوس

شیخ الحدیث مولانا غلام رسول سعیدی اپنی شرح مسلم میں رقم طراز ہیں:

"بعض شہروں میں عید میلاد کے جلوس کے تقدس کو بالکل پامال کر دیا گیا ہے۔ جلوس تنگ راستوں سے گزرتا ہے اور مکانوں کی کھڑکیوں اور بالکونیوں سے نوجوان لڑکیاں اور عورتیں شرکاء جلوس پر پھل پھینکتی ہیں (شاید ایصال ثواب کی نیت سے العیاذ باللہ) اوباش نوجوان فحش حرکتیں کرتے ہیں، جلوس میں مختلف گاڑیوں میں فلمی گانوں کی ریکارڈنگ ہوتی ہے اور نوجوان لڑکے فلمی گانوں کی دھنوں پر ناچتے ہیں اور نماز کے اوقات میں جلوس چلتا رہتا

ہے۔ مساجد کے آگے سے گزرتا ہے اور نماز کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔ اس قسم کے جلوس میلاد النبی ﷺ کے تقدس پر بدنما داغ ہیں۔ ان کی اگر اصلاح نہ ہو سکے تو ان کو فوراً بند کر دینا چاہیے، کیوں کہ ایک امر مستحسن کے نام پر ان محرمات کے ارتکاب کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔"
(شرح صحیح مسلم جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۷۰)۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تحریر بھی ملاحظہ فرمائیں:
"ایسے مواقع پر حکومت کو خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ اسلامی حکومت ہونے کے ناطے سے اسے چاہیے کہ ہر ممکن اصلاحی تدابیر عمل میں لائے۔ کیا وجہ ہے کہ ارباب اقتدار یا سیاسی حکومت کے کسی لیڈر یا عہدے دار کے خلاف معمولی سی گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو حکومت سے بغاوت کرتے ہوئے پولیس ڈنڈے کے زور سے باز رکھ سکتی ہے اور اگر معاملہ تھوڑا خطرناک ہو تو فوراً گرفتار کر لیا جاتا ہے، مگر ایسے موقعوں پر جہاں عرس اور میلاد کے نام پر بے عمل اوباش اور کاروباری لوگ ناچ گانے اور ڈانس کا باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں، میلے تھیٹر اور سرکس کا انتظام ہوتا ہے، اولیا کرام کی پاکیزہ تعلیمات کی دانستہ اور سر بازار خلاف ورزی ہوتی ہے حکومت قانونی کارروائی نہیں کر سکتی؟ حکومت یہاں اگر حفاظتی انتظام کر سکتی ہے تاکہ باقاعدہ پولیس کی نگرانی میں امن و امان میں یہ خلاف شریعت امور ہوتے رہیں تو ایسے کاروباری لوگوں کو ڈنڈے لگا کر بھگایا نہیں جا سکتا۔ عرس کے موقعوں پر بزرگان دین کے مزارات پر آنے کا مقصد قرآن حکیم کی تلاوت اور ان اولیا کی پاکیزہ تعلیمات سننے اور ان پر عمل کرنے کا جذبہ ہوتا ہے، میلاد النبی ﷺ کے جلوس، نعت خوانی حضور ﷺ کے فضائل و مراتب کے بیان اور جا کر شرعی طریقے سے خوشیاں منانے کے لیے نکالے جاتے ہیں مگر افسوس کہ

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

(جشن میلاد النبی کی شرعی حیثیت ص214)

مذکورہ اقتباسات سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ مروجہ جشن عید میلاد النبی کے جلوس خرافات سے بھرپور ہیں۔ اصلاح کے بجائے روز بہ روز اس میں مزید بگاڑ پیدا ہوتا جا رہا ہے، لہٰذا جب ان کی اصلاح نہیں ہو رہی تو ان کو ترک کر دینا چاہیے۔

عید میلاد النبی

آپ ﷺ کے میلاد منانے والوں نے اس میں بتدریج ترقی کی ہے اور معاملہ ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ روز بہ روز اس میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ پہلے صرف آپ ﷺ کے میلاد کے لیے مجلس میلاد النبی قائم کی جاتی تھی پھر اسے جشن کا نام دیا گیا پھر اسے جشن عید میلاد النبی کے نام سے موسوم کیا گیا۔

علما نے لکھا ہے کہ "عید" (ع۔ ی۔ د) کا اصل مادہ "عود" ہے اور "عود" کے معنی آتے ہیں "لوٹ کر واپس آنا" عید کو عید اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ ایک بار ہی ختم نہ ہو جائے بلکہ زندگی میں بار بار نصیب ہو۔ اسلام میں دو عیدوں کا ثبوت تو ملتا ہے، مگر تیسری عید کا نہ تو ثبوت ملتا ہے اور نہ اس کی کوئی اصل اور دلیل ہے۔ عید الفطر کو لیجیے۔ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔ اس کا سبب بھی ہر سال ہوتا ہے یعنی رمضان کے روزے۔ ان کے اختتام پر بطور خوشی عید منائی جاتی ہے۔ اسی طرح عید الاضحی ہے۔ اس کا سبب بھی متکرر ہے۔ ہر سال ماہ ذوالحجہ میں حج کا اہم فریضہ ادا کیا جاتا ہے۔ مخصوص ارکان کی ادائیگی ان ایام میں ہوتی ہے پھر قربانی جیسی عبادت انجام دی جاتی ہے، اس لیے عید الاضحی بھی ہر سال ادا کی جاتی ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا عید میلاد النبی کا سبب بھی متکرر ہے؟ نہیں! بالکل نہیں! آپ ﷺ کی ولادت تو ایک مرتبہ ہوئی۔ اس عید کا سبب متکرر نہیں ہے اور نہ قرآن و حدیث میں اس کا کوئی حکم ہے، نہ صحابہ نے اس دن کو بطور عید منایا ہے، نہ تابعین، نہ تبع تابعین کے وہم و خیال میں اس طرح کی بدعت سوجھی اور نہ ائمہ مجتہدین، سلف صالحین کا طرز عمل رہا۔

مروجہ مجالس میلاد اور اس کے نقصانات

جوں ہی ربیع الاول کا مہینہ آتا ہے۔ پورے ملک میں افراتفری پھیل جاتی ہے۔ دینی نقصانات کے ساتھ ساتھ دنیوی، قومی و ملی نقصان بھی ہوتا ہے۔ رات گئے تک لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے گلی کوچوں میں نعت و نظم پڑھ کر آپ ﷺ کی محبت کے دعوے کیے جاتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات نظروں سے اوجھل رہتی ہیں۔ آپ ﷺ کا تو فرمان ہے: ایذاء المسلم حرام کہ مسلمان کو تکلیف پہنچانا حرام ہے۔ جب کہ اس طرح کی محافل و مجالس کے منتظمین کا مقصد ہی اپنے مخالفین پر کفری توپ خانے سے کفر کے فتوے لگانا، ان کو گستاخ رسول گردانا ہے چاہے محلے میں کوئی بیمار ہو یا پورے دن کا تھکا ہارا رات کو آرام کرنا چاہے تو اس کا سونا دوبھر ہو جاتا ہے۔

شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ جتنے آدمی ہوں ان کی ضرورت کے بقدر آواز بلند کی جائے۔ مجلس میں تو چند آدمی شریک ہوں گے اور ان کی وجہ سے تمام محلہ والے مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں۔ ان کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ اسی پر بس نہیں، بلکہ اس میں عورتوں کی مجالس بھی اس دور میں بکثرت ہو رہی ہیں جن میں نوجوان لڑکیوں کی آمد غیر شرعی ہوتی ہے۔ نہ وہ پردے کا اہتمام کرتی ہیں اور نہ اپنی آواز پست رکھتی ہیں بلکہ وہ تو نظمیں، نعتیں لاؤڈ اسپیکر پر پڑھتی ہیں جس سے مزید خرافات پیدا ہوتے ہیں۔

مجالس میلاد اور عورتیں

پہلے یہ جاننا چاہیے کہ عورت کی آواز بھی ستر (پردہ) میں داخل ہے۔ بلا ضرورت شدیدہ اس کی آواز نامحرم مردوں کے کانوں میں نہیں پڑنی چاہیے۔ شیطان بدعت کو ایسے مزین انداز میں پیش کرتا ہے کہ آدمی اسے اچھا سمجھنے لگتا ہے، شریعت کا حصہ تصور کرنے لگتا ہے۔ ربیع الاول میں آپ کو ہر محلے میں عورتوں کی مجالس بھی نظر آئیں گی۔ جو اکثر روڈ پر ہوتی ہیں اور اس میں وعظ کرنے والی اور نظم و نعت پڑھنے والی عورتیں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرتی ہیں جو سراسر شریعت کے منافی ہے۔ چوں کہ یہ وبا بکثرت ہمارے معاشرے میں پھیل چکی ہے، اس لیے ہم قرآن و سنت اور فقہا کے اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح کریں گے کہ عورت کی آواز بھی ستر میں داخل ہے۔ اسی طرح بریلوی اکابر کے فتاویٰ اور اقوال بھی نقل کریں گے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ طریقہ خود ان کے نزدیک بھی درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن۔

ترجمہ: اور عورتیں اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اس زینت کا لوگوں کو علم ہو جائے جو انہوں نے چھپا کر رکھی ہے۔ (سورہ نور آیت ۳۱)

علامہ ابو بکر جصاص حنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ عورت کو اتنی بلند آواز کے ساتھ کلام کرنے سے منع کیا گیا ہے جس کو اجنبی مرد سن لے، کیوں کہ پازیب کی آواز سے اس کی اپنی آواز زیادہ فتنہ انگیز ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے فقہا نے عورت کی اذان کو مکروہ قرار دیا ہے کیوں کہ اس میں آواز بلند کرنی پڑتی ہے اور عورت کو آواز بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے" (احکام القرآن ج:3 ص 319)

امام رازی رحمہ اللہ نے بھی زیر بحث آیت کے تحت یہی لکھا ہے: "عورت کو اتنی بلند آواز کے ساتھ کلام کرنے سے منع کیا گیا جس کو اجنبی مرد سن لیں، کیوں کہ عورت کی اپنی آواز پازیب کی آواز سے زیادہ فتنہ انگیز ہے۔ اسی وجہ سے عورت کو اذان دینے سے منع کیا گیا ہے کیوں کہ اذان میں آواز بلند کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور عورت کو آواز بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے" (تفسیر کبیر ج:6 ص:265)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ اپنی مشہور تفسیر معارف القرآن میں سورہ نور کی آیت نمبر 31 کے تحت رقم طراز ہیں: "فقہا نے فرمایا ہے کہ جب زیور کی آواز غیر محرموں کو سنانا اس آیت سے ناجائز ثابت ہوا تو خود عورت کی آواز کا سنانا اس سے بھی زیادہ سخت اور بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا اس لیے عورت کی آواز کو بھی ان حضرات نے ستر میں داخل قرار دیا ہے۔" (معارف القرآن ج:8: ص406)

تفسیر مظہری میں ہے: "عورت کی آواز بھی عورت (پردہ) ہے۔ عورت نماز میں اگر جہری قرأت کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔" (تفسیر مظہری ج8: ص:336)

"پازیب کی آواز سنانے سے منع کرنا عورت کی آواز کو بلند کرنے کی ممانعت پر زیادہ دلالت کرتا ہے۔" (انوار التنزیل علیٰ ہامش عنایۃ القاضی ج 6 ص

374)۔

امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں:عن ابی ھریرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیه وسلم التصفیق للنساء والتسبیح للرجال (صحیح بخاری ج1:ص:160)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(نماز میں امام کو متنبہ کرنے کے لیے) عورتیں ہاتھ کی پشت پر ہاتھ ماریں اور مرد سبحان اللہ کہیں۔

ملا علی قاری حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:"عورت کو تصفیق (ہاتھ کی پشت پر ہاتھ مارنے) کا حکم اس لیے دیا ہے کہ اس کی آواز عورت ہے۔"(مرقات ج:3ص:10)۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:"شارع علیہ السلام نے عورت کے "سبحان اللہ" کہنے کو اس لیے مکروہ قرار دیا ہے کہ اس کی آواز فتنہ ہے اس لیے اس کو اذان، اقامت اور نماز میں بلند آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے۔"(عمدۃ القاری ج:7ص:279)۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ سے کیے گئے سوالات اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ فرمائیں:

سوال: بعض (برادریوں) میں شادی بیاہ کے موقع پر خصوصاً عورتوں کی مجالس ہوتی ہیں، جن میں عورتیں جمع ہوتی ہیں اور لاؤڈ اسپیکر پر ایک عورت وعظ ونصیحت کرتی ہے، خوش الحانی سے نعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ غیر مرد سنتے ہیں اور خوشی سے پڑھی گئی نعتوں میں لذت لیتے ہیں یہ مجالس آیا جائز ہیں یا ناجائز؟ اگر غیر مرد اس میں دلچسپی لیں تو اس کا گناہ منتظمین پر ہوتا ہے یا نہیں؟ اس مقصد کے لیے صحیح لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟

جواب: عورت کی آواز شرعاً ستر ہے اور غیر مردوں کو اس کا سننا اور سنانا جائز نہیں خصوصاً جب کہ موجب فتنہ ہو جلسے کے منتظمین، یہ گانے والیاں اور سننے والے سبھی گناہ گار ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ناراضگی اور بددعا کے مستحق ہیں۔"(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد8: صفحہ:50)

سوال: کیا عورت غیر محرم مردوں کے جلسے میں وعظ یا اصلاح معاشرہ یا اصلاح رسوم کے سلسلے میں تقریر کر سکتی ہے(پردہ چہار دیواری میں)؟

جواب: نامحرموں کے سامنے یا بے پردہ تقریر کرنا جائز نہیں حرام ہے اور بوقت ضرورت پردے کے ساتھ گفتگو جائز ہے، مگر لب ولہجے میں سختی اور درشتی ہونی چاہیے جس سے دوسرے آدمی کو عورت کی طرف کشش پیدا نہ ہو۔ آج کل جو جلسوں میں خواتین وحضرات کا مشترکہ خطاب ہوتا ہے یہ جاہلیت جدیدہ کی بدعت سیئہ ہے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج8: ص:81)۔

سوال: کیا عورت بلاضرورت غیر محرم کو اپنی آواز سنا سکتی ہے؟

جواب: بلاضرورت جائز نہیں خصوصاً جب فتنے کا اندیشہ ہو اور مجمع بازاری لوگوں کا ہو۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج8: ص:82)۔

اب ہم ذیل میں بریلوی مسلک کے علماء سے کیے گئے استفتا نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں تاکہ ان کے مسلک کی وضاحت ان ہی کے اقوال سے ہو جائے۔

مفتی وقارالدین صاحب کا فتویٰ ملاحظہ ہو:

سوال: عورتوں کا لاؤڈ اسپیکر پر میلاد پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں؟

جواب: لاؤڈ اسپیکر لگا کر عورتوں کا میلاد اور نعت خوانی کرنا جائز نہیں۔ عورت کی آواز بھی عورت ہے، اجنبی مرد کو بلاضرورت شرعی اپنی آواز نہیں سنا سکتی ہے۔ ضرورت شرعی کا مطلب یہ ہے کہ شہادت وغیرہ میں اپنی آواز سنا سکے گی لہٰذا عورتوں کا میلاد کا طریقہ جو یہاں رائج ہے (یعنی اسپیکر لگا کر عورتوں کا میلاد پڑھنا اور نعت خوانی کرنا) وہ جائز نہیں، بہت بڑا مکان ہو اس میں عورتیں میلاد پڑھیں یا نعت خوانی کریں اور اس کی آواز باہر نہ جائے تو پھر جائز ہے اور مائیک سے پڑھنا اور آواز باہر کے لوگوں کو سنانا جائز نہیں۔(وقار الفتاویٰ ج:3ص:154)۔

مفتی جلال الدین مجددی کا فتویٰ بھی پڑھیں:

سوال: آج کل عورتیں میلاد میں نعت شریف بلند آواز سے پڑھتی ہیں اور پھر آخر میں صلوٰۃ وسلام تو اتنی زور سے پڑھتی ہیں کہ ان کی آواز گھر کے باہر دور دور تک پہنچ جاتی ہے تو اس طرح عورتوں کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: عورتوں کو بلند آواز سے میلاد میں نعت شریف پڑھنا حرام حرام حرام ہے، سورہ نور رکوع نمبر 10 کی آیت نمبر 31 ولا یضربن بارجلھن کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے کہ عورت کا اپنی آواز کا اس طرح بلند کرنا کہ اجنبی مرد سنیں حرام ہے، اور ردالمختار جلد اول میں ہے کہ عورتوں کو اپنی آواز اونچی کرنا حرام ہے لہٰذا ان پر لازم ہے کہ وہ نعت شریف اور صلوٰۃ و سلام اتنا آہستہ پڑھیں کہ گھر کے باہر آواز نہ جائے ورنہ ایسا میلاد حضور ﷺ کی خوشنودی کی بجائے ناراضگی اور آخرت کی بربادی کا سبب ہوگا (فتاویٰ فیض رسول ج:3 ص:269)۔

بانی بریلویت مولانا احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں:

سوال: عورتیں باہم گلا ملا کر مولود شریف پڑھتی ہیں اور ان کی آوازیں غیر مرد باہر سنتے ہیں تو اب ان کا اس طریقے سے مولود شریف پڑھنا ان کے حق میں کیا باعث ثواب ہے؟

جواب: عورتوں کا اس طرح مولود شریف پڑھنا کہ ان کی آواز نامحرم سنیں باعث ثواب نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ عربی جلد:10 ص:184)۔

سوال: عورتوں کا بیان میلاد شریف آنحضرت ﷺ زنانی محفل میں باآواز بلند نثر اور نظمؒ پڑھنا اور نظم خوش آوازی لحن کے ساتھ پڑھنا اور مکان کے باہر سے ہمسایہ مردوں اور نامحرموں کا سننا تو ایسے پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: عورت کا خوش الحانی سے بہ آواز بلند نثر اور نظم پڑھنا کہ نامحرموں کو اس کے نغمے کی آواز جائے حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ عربی ص:147 ج:10)۔

طوالت سے احتراز کرتے ہوئے ہم نے قرآن و حدیث اور فقہا کرام کے اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح کر دی کہ مروجہ مجالس میلاد شریعت کی رو سے ناجائز ہیں۔ شرعی قباحت کے ساتھ ساتھ ان میں قومی و ملی نقصان بھی ہے، اس لیے کہ راتوں رات چراغاں کا سلسلہ رہتا ہے، بے جا فضول خرچی ہوتی ہے جب کہ قرآن کریم نے فضول خرچ لوگوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے پھر اس محفل میں جو عموماً ہر محلے کی گلی میں منعقد ہوتی ہے، بجلی غیر قانونی استعمال ہوتی ہے جو قومی نقصان بھی ہے۔ دراصل شیطان نے لوگوں کو صراط مستقیم سے ہٹا کر ان کاموں میں مشغول کر دیا ہے۔

خلاصہ کلام

ہم نے جو کچھ عرض کیا، اس سے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں بلکہ حقیقت کا اظہار ہے تاکہ یہ بات دل و دماغ کی گہرائیوں میں اتر جائے کہ دین محمدی کی تکمیل ہو چکی ہے۔ اس میں کسی قسم کا نقص نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب (قرآن کریم)، نبی اکرم ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات کی قدر و منزلت ہمارے دلوں میں ہونی چاہیے۔ انہیں مشعل راہ بنانا چاہیے۔ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کی مخلوق میں سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ سچا عشق کیا جائے۔ صحابہؓ کا رسول ﷺ سے عشق ہمارے لیے معیار ہے۔ کیا آج ہمارا عشق رسول ﷺ صحابہ کے عشق سے بڑھ کر ہے؟ کیا عشق یہی ہے کہ سال میں ایک دن جلوس نکال کر سال بھر کے لیے خاموش ہو جائیں؟ اگر یہی حقیقی عشق ہے تو صحابہؓ نے اس عشق کا اظہار کیوں نہ کیا؟ تابعین نے اس کی فکر کیوں نہ کی؟ خیر القرون میں اس کا ذکر کیوں نہ تھا؟ علماء امت نے اسے کیوں نہ اپنایا؟ اسلامی تاریخ کی چھ صدیاں اس کے تذکرے سے کیوں خاموش رہیں؟

ہر منصف مزاج ان حقائق کا بہ نظر غائر مطالعہ کرے، کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رہے، آپ ﷺ کی سنتوں کو سینے سے لگائے رکھے آپ ﷺ کے طریقوں میں ہی اپنی کامیابی سمجھے اس لیے کہ حضور ﷺ کی آمد کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ خدا کا آخری پیغام دنیا میں پہنچ گیا ہے۔ معمار قدرت اپنی عمارت میں آخری پتھر رکھ چکا ہے جس سے تعمیر مکمل ہو چکی۔

سورج، چاند، ستاروں کے طلوع کے بعد وہ خورشید انور طلوع ہوا جس کے لیے غروب نہیں۔ کائنات میں وہ سدا بہار موسم آ گیا جس کے بعد پھر خزاں نہیں۔ سنت نبوی ﷺ کو وہ دشت پر پھول برسانے لگی۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کو اپنوں نے تو اپنایا ہی غیر بھی حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں، نہ دکان آئینہ ساز میں